

ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن
علوم قرآنی کے حصول کے لئے کوشش میں مصروف رہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۴ اپریل ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)



☆ مجالس موصیان قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا کام کریں۔

☆ نظام وصیت کامل تقویٰ اور روحانی رفعتوں کے حصول کا ذریعہ ہے۔

☆ مجالس موصیان کے صدر اور نائب صدر منتخب کریں۔

☆ انصار اللہ تعلیم القرآن کی ذمہ داری پوری کریں۔

☆ خدام الاحمدیہ پر آئندہ اشاعت اسلام کا بوجھ پڑنے والا ہے۔

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

مشاورت کے ایام میں شدید کھانسی کے دوران بھی مجھے کام کرنا پڑا جس سے جسم بہر حال کوفت اور ضعف محسوس کرتا ہے۔ بہر حال وہ فریضہ بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ادا ہو گیا ویسے تو اللہ تعالیٰ ہی حافظ ہے لیکن آج کل ٹائیفائیڈ سے بچنے کیلئے ٹیکہ لگوانے کا موسم ہے میں نے وہ ٹیکہ لگوا لیا جس کے نتیجے میں دو تین دن سے سارے جسم میں شدید درد ہے سر جکڑا ہوا ہے اور حرارت اور بے چینی کی تکلیف رہی ہے اور اب تک یہ تکلیف چلی آ رہی ہے گو آج نسبتاً آفاقہ ہے۔ کھانسی میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے فرق ہے مگر نقاہت بہت ہے لیکن چونکہ قرآن کریم کی تعلیم کا مسئلہ بڑی ہی اہمیت رکھتا ہے اور اس سلسلہ میں میں بعض باتیں کہنا چاہتا تھا اس لئے میں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ اپنی بیماری کے باوجود اس خطبہ کے ذریعہ جماعت کے سامنے مختصر اُوہ باتیں رکھوں اور ہدایات دوں۔

سب سے پہلے میں موصی صاحبان کو مخاطب کرنا چاہتا ہوں کچھ عرصہ ہوا موصیوں اور موصیات کی تنظیم قائم کی گئی تھی اور میرا ارادہ تھا کہ بعض کام اس تنظیم کے سپرد کروں لیکن کچھ روکیں بیچ میں پیدا ہوتی رہیں اور صرف تنظیم ہی قائم ہوئی اور شائد اس میں بھی کچھ سستی پیدا ہو گئی ہو۔ کیونکہ ابھی تک ان سے کوئی خاص کام نہیں لیا گیا خدا چاہتا تھا کہ یہ تنظیم قرآن کریم کے پڑھنے اور پڑھانے سے اپنا کام شروع کرے اس لئے جہاں جہاں بھی یہ تنظیم قائم ہوئی ہو اس کے صدر صاحبان اور موصیات میں سے جو نائب صدر ہیں وہ

۱- ایک ماہ کے اندر اندر جائزہ لے کر رپورٹ کریں کہ ان کے حلقہ میں کس قدر موصی ہیں۔

۲- ان میں سے کس قدر قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں۔ جو قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کتنے قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موصی موصیات قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں یا جانتی ہیں

ان میں سے کتنے قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نظام وصیت کی بنیاد اپنے اموال کے دسویں حصہ کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے پر نہیں رکھی تھی یہ تو ایک نچلا درجہ تھا جو موصیوں کے سامنے رکھا گیا تھا۔ اصل غرض جس کے لئے نظام وصیت کو قائم کیا گیا تھا وہ کامل تقویٰ کا حصول اور انسان کو ان روحانی رفعتوں کے حصول کے مواقع حسب استعداد بہم پہنچانا تھا جو انسان اپنے رب سے نئی زندگی حاصل کرنے کے بعد حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک ہی فقرہ میں جو بڑا جامع ہے ہر موصی پر اس فریضہ کو قائم کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:-

”تیسری شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا

اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو“۔

(الوصیت۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۲۰)

دراصل ایسے گروہ کے قیام کے لئے ہی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بناء پڑی کہ ایک ایسی جماعت بھی قائم ہو جو ہر قسم کی قربانی دے کر اپنے نفسوں میں دین اسلام کو قائم کرتی اور دنیا میں اسلام کو غالب کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر کوئی موصی قرآن کریم کا علم ہی نہ رکھتا ہو تو پھر وہ اس تیسری شرط کو کیسے پورا کر سکتا ہے۔ وہ اسے ہرگز پورا نہیں کر سکتا اس لئے نظام وصیت کی جو بنیادی غرض ہے اس کے حصول کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہر موصی قرآن کریم پڑھنا جانتا ہو اس کا ترجمہ جانتا ہو اور اس کی تفسیر کے حصول میں ہمہ تن اور ہر وقت کوشاں رہے۔

قرآن کریم کی تفسیر قرآن کریم کے ترجمہ کی طرح ایسی نہیں کہ پڑھ لیا اور آ گیا اور کام ختم ہو گیا کیونکہ قرآن کریم میں تو علوم کے غیر محدود خزانے ہیں۔ اسی لئے میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہر موصی کو قرآن کریم کی تفسیر آتی ہو۔ دنیا میں ہمیں ایسا کوئی شخص نظر نہیں آئے گا جو قرآن کریم کی پوری تفسیر جانتا ہو کیونکہ اس کتابِ مکنون سے نئے سے نئے علوم ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور وہ انسان کے علم میں زیادتی کرتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم مختلف علوم کی طرف راہنمائی کرتا ہے بہر حال قرآن کریم کی تفسیر کو پورے طور پر حاصل کر لینا تو ممکن نہیں ہاں یہ ممکن ہے اور یہ فرض ہے ہر مسلمان کا (خصوصاً نظام وصیت میں منسلک ہونے والوں کا) کہ وہ ہمہ تن اور ہر آن علوم قرآنی کے حصول کی کوشش میں مصروف رہے۔

اللہ تعالیٰ اس کی کوششوں میں برکت ڈالتا رہے۔ اگر موسیٰ قرآن کریم سے غافل ہوں اور جاہل ہوں موسیٰ ہونے کی بنیادی شرط کو پورا نہیں کر سکتے اس لئے ہر وہ شخص جو موسیٰ ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم ناظرہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ قرآن کریم کی تفسیر پڑھنے کی کوشش کرتا رہتا ہو اور اگر پہلے غفلت ہو چکی ہو تو اس غفلت کو دور کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ چھ مہینے کا عرصہ کافی ہے چھ مہینے کے اندر اندر ہر موسیٰ کو اس کی استعداد کے مطابق قرآن کریم آجانا چاہئے جو بڑی عمر کے دیہات میں رہنے والے موسیٰ ہیں انہوں نے بے شک ایک حد تک قرآن کریم کو بزرگوں کی زبان سے سن کر سیکھا ہے اور ان میں سے بعض قرآن کریم کے احکام کو ان افراد سے بھی شاید زیادہ جانتے ہیں جنہوں نے باقاعدہ طور پر جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے لوگ بھی اس طرف متوجہ ہونے چاہئیں کہ وہ قرآن کریم کو پڑھنا سیکھیں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھیں اور پھر تفسیر پڑھ کر اپنے علم کو بڑھانے کی کوشش کریں۔ کوشش خود اگر نیک نیتی کے ساتھ ہو تو کامیاب کوشش کا نتیجہ پیدا کر دیتی ہے یعنی اگر ایسی کوشش ہو جو حالات زمانہ کی وجہ سے یا اللہ تعالیٰ کی بعض دیگر مصلحتوں کی وجہ سے اپنے کامیاب اختتام تک نہ پہنچ سکے تو وہ بھی خلوص نیت کی وجہ سے وہی پھل پاتی ہے جو ایسی کوشش پارہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اپنے نیک انجام کو پہنچ گئی مثلاً جو لوگ جنگ بدر (جو اسلام کی پہلی جنگ تھی) میں شریک ہوئے ان کی دو طرح کی کوششیں ہمیں نظر آتی ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ تھے جن کی کوشش اسی میدان میں ختم ہو گئی انہوں نے جام شہادت پی لیا اور وہاں خدا کی راہ میں اور اس کی رضا کے حصول کے لئے ایک قربانی دے دی لیکن کچھ اور لوگ تھے جو بدر کے میدان میں بھی اللہ کی رضا کے حصول کے لئے موت سے کھیلتے رہے اور اس کے بعد ہر جنگ کے میدان میں اور ہر مجاہدہ کے میدان میں انہوں نے خلوص، نیک نیتی اور اللہ تعالیٰ سے ذاتی محبت کے تعلقات کا مظاہرہ کیا۔ دیکھنے میں ان لوگوں کی قربانیوں کا مجموعہ ظاہری طور پر اس قربانی سے مختلف اور بڑا ہے جو شروع میں ہی پیش کی گئی اور پھر قربانی کا زمانہ ختم ہو گیا اور جزا کا زمانہ شروع ہو گیا لیکن یہ نہیں کہا جاسکتا کہ جن لوگوں کی قربانیوں کا زمانہ ابتدائے اسلام ہی میں ختم ہو گیا ان کی جزا ان لوگوں کی جزا سے کم ہوگی جن کی قربانیوں کا زمانہ لمبا ہو گیا کیونکہ جن کی قربانیوں کا زمانہ ابتدائے اسلام ہی میں ختم ہوا ان کی نیت اور ان کا اخلاص اس بات کا تقاضا نہیں کرتا تھا کہ وہ محدود عرصہ تک قربانی دیں اور پھر خدا تعالیٰ سے غفلت برتنے لگ جائیں اور محمد رسول اللہ ﷺ

سے دُوری کی راہ کو اختیار کریں۔ ان کے دل میں یہی تڑپ تھی کہ وہ اپنی زندگی کے آخری سانس تک اللہ کے لئے سانس لینے والے ہوں اور جب تک ان کے سانس میں سانس رہا وہ اپنی نیت کے مطابق قربانیاں دیتے چلے گئے اور جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کامل مصلحت سے ان کی قربانی اور ان کے عمل کے زمانہ کو ختم کر کے ان کی جزا اور ثواب اور اجر کا زمانہ شروع کر دیا تو وہ یہی تڑپ لے کر اس دنیا سے اُس دنیا میں داخل ہوئے کہ اگر اللہ انہیں پھر زندگی دے تو وہ اسی طرح موت سے لپٹیں گے اور اگر پھر اللہ تعالیٰ انہیں زندگی دے تو پھر بھی وہ ایسا ہی کریں گے۔ اسی طرح تڑپ کے ساتھ انہوں نے اس دنیا کو چھوڑا اور اللہ تعالیٰ نے ان کے اس جذبہ کی جزا دوسروں کی جزا کے برابر ہی ان کو بھی دی۔

اگر کوئی موصیٰ یہ سمجھتا ہو کہ اس وقت میری عمر ۷۵ سال ہے اور آج تک میں نے کبھی پڑھنے کی کوشش نہیں کی اگر میں اب قرآن کریم پڑھنا اور سیکھنا شروع کروں تو میں اسے ختم نہیں کر سکتا تو میں اس کو کہوں گا کہ جو مثال میں نے ابھی دی ہے اس پر غور کرو۔ اگر تم قرآن کریم پڑھنا یا اس کا ترجمہ سیکھنا یا اس کی تفسیر سیکھنا شروع کر دو گے تو اگر ایک آیت پڑھنے کے بعد تم اس دنیا سے رخصت ہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں وہی جزا دے گا جو اس نے ان لوگوں کے لئے مقدر کی ہے جن کو اس کی طرف سے سارا قرآن کریم ناظرہ پڑھنے اس کا ترجمہ سیکھنے اور اس کی تفسیر جاننے کی توفیق ملی کیونکہ جو کوشش بد نیتی کی وجہ سے نہیں بلکہ آسمانی فیصلہ کے نتیجہ میں بظاہر بند ہوتی نظر آتی ہے وہ بند نہیں ہوا کرتی اپنی جزا کے لحاظ سے وہ کوشش اور وہ عمل اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور اس کی قدرت کاملہ میں جاری ہی سمجھا جاتا ہے اور اسی کے مطابق ہمارا رب اپنے حقیر اور نااہل بندوں کو جزا دیا کرتا ہے ورنہ کون انسان ابدی جزا کا مستحق ہو سکتا ہے یہ تو اس کی رحمت کا سلوک ہی ہے کہ اس کے ایک عاجز بندے کو اس کے محدود اعمال کا غیر محدود بدلہ مل جاتا ہے۔ پس اس خیال سے مت ڈرو کہ شاید ہم قرآن کریم ناظرہ ختم کرنے سے قبل اس دنیا کو چھوڑ جائیں یا قرآن کریم کا ترجمہ ختم کرنے سے قبل اس دنیا کو چھوڑ جائیں۔ اگر آپ نے پہلے غفلت کی ہے تو اس غفلت کے بد نتائج سے بچنے کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ اب آپ جس عمر میں بھی ہوں پوری محنت اور جانفشانی کے ساتھ قرآن کریم کو پڑھنے اور سیکھنے کی کوشش کریں۔

پس ایک تو موصیوں کے صدر اور نائب صدر کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے حلقہ کے موصیوں کا جائزہ لے کر ایک ماہ کے اندر اندر ہمیں اس بات کی اطلاع دیں کہ کس قدر موصیٰ قرآن کریم ناظرہ

جانتے ہیں اور جو موسیٰ قرآن کریم ناظرہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر موسیٰ قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں اور جو موسیٰ قرآن کریم کا ترجمہ جانتے ہیں ان میں سے کس قدر قرآن کریم کی تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ دوسری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر موسیٰ کو (تینوں معنی میں جن کی تشریح میں پہلے کر چکا ہوں اب دہرانے کی ضرورت نہیں) قرآن کریم آتا ہو اور تیسری ذمہ داری آج میں ہر اس موسیٰ پر جو قرآن کریم جانتا ہے یہ ڈالنا چاہتا ہوں کہ وہ دو ایسے دوستوں کو قرآن کریم پڑھائے جو قرآن کریم پڑھے ہوئے نہیں اور یہ کام باقاعدہ ایک نظام کے ماتحت ہو اور اس کی اطلاع نظارت متعلقہ کو دی جائے۔

انصار اللہ کو آج میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے طوعی اور رضا کارانہ چندوں کی ادائیگی میں سست ہو چکے ہیں (اللہ تعالیٰ آپ کو چست ہو جانے کی توفیق عطا کرے) لیکن مجھے اس کی اتنی فکر نہیں جتنی اس بات کی فکر ہے کہ آپ ان ذمہ داریوں کو ادا کریں جو تعلیم القرآن کے سلسلہ میں آپ پر عائد ہوتی ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ پر دو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں۔ ایک ذمہ داری تو خود قرآن کریم سیکھنے کی ہے اور ایک ذمہ داری ان لوگوں (مردوں اور عورتوں) کو قرآن کریم سکھانے کی آپ پر عائد ہوتی ہے کہ جن کے آپ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق راعی بنائے گئے ہیں۔ آپ ان دونوں ذمہ داریوں کو سمجھیں اور جلد تر ان کی طرف متوجہ ہوں ہر رکن انصار اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی ذمہ داری اٹھائے کہ اس کے گھر میں اس کی بیوی اور بچے یا اور ایسے احمدی کہ جن کا خدا کی نگاہ میں وہ راعی ہے قرآن کریم پڑھتے ہیں اور قرآن کریم کے سیکھنے کا وہ حق ادا کرتے ہیں جو حق ادا ہونا چاہئے اور انصار اللہ کی تنظیم کا یہ فرض ہے کہ وہ انصار اللہ مرکز یہ کو اس بات کی اطلاع دے اور ہر مہینہ اطلاع دیتی رہے کہ انصار اللہ نے اپنی ذمہ داری کو کس حد تک نبھایا ہے اور اس کے کیا نتائج نکلے ہیں۔

خدام الاحمدیہ کو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آئندہ اشاعت اسلام کا بڑا بوجھ آپ کے کندھوں پر پڑنے والا ہے کوئی ایک طفل یا کوئی ایک نوجوان بھی ایسا نہیں ہونا چاہئے جو احمدیت کے مقصد سے غافل رہے اور اس ذمہ داری کی ادائیگی سے غافل رہے جو ہمارے رب نے ہمارے کمزور کندھوں پر ڈالا ہے گو ہر عمر میں انسان کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے لیکن عام حالات میں ایک ساٹھ سالہ ادھیڑ عمر کے انسان کی طبعی عمر

اس نوجوان کی عمر سے کم ہوتی ہے جو ابھی سولہ یا سترہ سال کا ہے آپ اپنے روحانی بنک یا خزانہ (اگر یہ لفظ اس جگہ کے لئے استعمال ہو جہاں خزانہ رکھا جاتا ہے) کو اگر آپ چاہیں تو بہت زیادہ بھر سکتے ہیں لمبی عمر ہے جس شخص نے کئی فصلیں کاٹنی ہوں اس کے گھر میں دانے بہت زیادہ ہوں گے اگر وہ دانے جمع کرے اور اگر دانے بیچے تو مال زیادہ ہوگا لیکن جس شخص نے ایک ہی فصل کاٹنی ہو یا دو فصلیں کاٹنی ہوں تو اگر اس کا پیٹ بھر جائے تو وہ راضی ہو جاتا ہے لیکن اس دنیا میں تو پیٹ بھر جاتا ہے مگر آخری زندگی کی جو نعماء ہیں ان کے متعلق کوئی شخص یہ سوچ نہیں سکتا کہ بے شک وہ نعماء ہمیں تھوڑی مقدار میں مل جائیں زیادہ کے ہم امیدوار نہیں ان نعمتوں کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے مطابق کوشش ہونی چاہئے۔ پس خدام الاحمدیہ کی تنظیم اپنے طور پر بحیثیت خدام الاحمدیہ اس بات کا جائزہ لے اور نگرانی کرے کہ کوئی خادم اور طفل ایسا نہ رہے جو قرآن کریم نہ جانتا ہو یا مزید علم حاصل کرنے کی کوشش نہ کر رہا ہو۔ اسی طرح لجنہ اماء اللہ کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بات کی نگرانی کرے کہ ہر جگہ لجنہ اماء اللہ کی ممبرات اور ناصرات الاحمدیہ ان لوگوں کی نگرانی میں جن کے سپرد یہ کام کیا گیا ہے قرآن کریم پڑھ رہی ہیں یا نہیں۔ میں لجنہ اماء اللہ پر یہ ذمہ داری عائد نہیں کر رہا کہ وہ سب کو قرآن کریم پڑھائیں کیونکہ اس سے تو باہم تصادم ہو جائے گا کیونکہ میں نے کہا ہے کہ ہر ایک موصی دو اور افراد کو قرآن کریم پڑھائے اگر مثلاً اس کی بیوی قرآن کریم پڑھنا نہیں جانتی تو وہ پہلے اپنی بیوی کو ہی پڑھائے گا یا میں نے یہ ہدایت دی ہے کہ ہر رکن انصار اللہ اس ماحول میں جس ماحول کا وہ راعی ہے قرآن کریم کی تعلیم کو جاری کرے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ آپ کی یہ ذمہ داری ہے کہ آپ یہ دیکھیں کہ جن پر قرآن کریم پڑھانے کی ذمہ داری عائد کی گئی ہے (جہاں تک مستورات اور ناصرات کا تعلق ہے) وہ اپنی ذمہ داری کو نباہ رہے ہیں یا نہیں۔ اگر وہ اپنی ذمہ داری کو نباہ نہیں رہے تو آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ اس ذمہ داری کو نبھائیں اور مستورات اور ناصرات کو پڑھانا شروع کر دیں اور اس کی اطلاع مرکز میں ہونی چاہئے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ ہم پوری طاقت کے ساتھ پوری ہمت کے ساتھ اور انتہائی کوشش کے ساتھ قرآن کے اس دوسرے دور میں داخل ہوں اور خدا کرے کہ کامیابی کے ساتھ (جہاں تک موجودہ احمدیوں کا تعلق ہے) اس سے باہر نکلیں۔ ویسے یہ سلسلہ جاری رہے گا کیونکہ نئے بچے، نئے افراد، نئی جماعتیں اور نئی قومیں اسلام میں داخل ہوں گی اور اسلام ساری دنیا میں غالب آئے گا تو ساری دنیا کا معلم بننے کی تربیت آپ ہی کو حاصل کرنی

چاہئے۔ خدا جانے آپ میں سے کس کو یہ توفیق ملے کہ وہ ساری دنیا میں تعلیم القرآن کی کلاسیں کھولنے کا کام کرے لیکن اگر ہم آج تیاری نہ کریں تو اس وقت اس ذمہ داری کو جو اس وقت کی ذمہ داری ہوگی ہم نباہ نہیں سکیں گے۔

غرض موصیوں کی تنظیم بھی اور انصار اللہ کی تنظیم بھی اور خدام الاحمدیہ کی تنظیم بھی اور لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم بھی اس طرف پورے اخلاص اور جوش اور اہمیت کے ساتھ متوجہ ہو جائیں اور کوشش کریں کہ جلد سے جلد ہم اپنے ابتدائی کام کو پورا کر لیں جیسا کہ میں نے بتایا ہے تفسیر القرآن تو نہ ختم ہونے والا کام ہے وہ تو جاری رہے گا۔ اس سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں کہ جن دوستوں کے پاس تفسیر صغیر نہیں ہے انہیں تفسیر صغیر خرید لینی چاہئے کیونکہ وہ ترجمہ بھی ہے اور مختصر تفسیری نوٹ بھی اس میں ہیں۔ عام سمجھ کا آدمی بھی بہت سی جگہوں میں صحیح حل تلاش کر لیتا ہے جو اس کے بغیر اس کیلئے مبہم رہیں۔ جماعتی تنظیم کا یہ کام ہے وہ تعلیم القرآن کے کام کو کامیاب بنانے کی کوشش کرے نیز وہ یہ دیکھے کہ انصار اللہ، موصیان، خدام، لجنہ اور ناصرات کے سپرد جو کام کیا گیا ہے وہ ادا کر رہے ہیں یا نہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخری تین چار منٹ سے ضعف کی وجہ سے مجھے چکر آ رہے ہیں کھڑا ہونا بھی مشکل معلوم ہوتا ہے دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے اور صحت عطا فرمائے۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۱۰ اپریل ۱۹۶۹ء صفحہ ۵۲۲)

